# تفسیر احمد

# سُورَةُ الفِيل

Ketabton.com

جزء - 30

سوره «الفیل» کا تفسیر و ترجمہ

تصنیف: امین الدین « سعیدي - سعید افغانی»

(c) ketabton.com: The Digital Library

بسم الله الرحمن الرحیم

# سورة الفيل

## جزء (30)

یہ سورہ مکه مکرمه میں نازل هوئی ، اس کی پانچ آیتیں هیں

### وجه تسمیه:

اس سورت میں اصحاب فیل کا واقعہ ذکر ہونے کی وجہ سے اس کا نام "فیل "رکھا گیا ہے، یہ نام اس کی پہلی آیت سے لیا گیا ہے ۔

سوره مبارکہ الفیل ایک عظیم تا ریخی واقعہ کی طرف اشارہ کرتی ہے جو نبیﷺ کی بعث سے پہلے جزیرہ نما عرب کی تاریخ میں کافی مشہور تھا، یہ واقعہ اس پاک سر زمین پراللہ تعالیٰ کے فضل اور مہربانی کا اظہار تھا، جسے اللہ تعالیٰ نے آخری نور اور نئے عقیدے کی افزائش گاہ کے لیے منتخب کیا تھا،اور ایک ایسا مقام ہو جہاں سے یہ نیا عقیدہ زمین کے دیگر خطوں کی طرف اپنی لشکر کشی کے مقدس مہم کا آغاز کرے،اور رہنمائی، سچائی، حق، نیکی، بھلائی اور اچھائی کو زمین کے چاروں اطراف میں پھیلادے ۔

### سورت فیل کے نزول کا وقت

تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ سورت مکی ہے،سورة الکافرون کے بعد اس کا نزول ہوا ہے،اگر اس کے تا ریخی پس منظر میں نظر دوڑائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مکہ کے ابتدائی دور میں نازل ہوئی ہوگی ۔

### سورة الفیل کا سورة الهمزه سے رابطہ و مناسبت

سوره ہمزه میں ایسے شخص کے بارے میں بحث کی گئی ہے جو عیب تلاش کرنے والا،طنز کرنے والا،اور ذخیرہ اندوز ہے، اس دھو کے میں رہتاہے کہ وہ ہمیشہ رہے گا ۔

اور سورۃ فیل میں اصحاب فیل کے واقعہ کا بیان ہے کہ وہ بہت مضبوط، مال دار مگر نافرمان تھے، خدا ئے بزرگ وبر ترنے سب سے چھوٹے پرندے کے ذریعے انہیں کچل کر تباہ کردیا اور وہ تمام دولت، طاقت،مقام اور مرتبہ ان کے کسی کام نہ آیا اور ان کی ہرچال ناکام ہوگئی۔

### سورة الفیل کی آیات، الفاظ اور حروف کی تعداد

اس سورت میں ایک(۱)رکوع، پانچ(۵)آیتیں، چوبیس (۲۴)الفاظ، چورانوے (۹۴) حروف اور چھیالیس(۴۶) نقطے ہیں۔

### سورة الفیل کا مکمل موضوع

یہ سورہ،جیسا کہ اس کے نام سے پتہ چلتا ہے، ایک مشہور واقعے کی طرف

(c) ketabton.com: The Digital Library

اشارہ کرتی ہے جو مکہ میں اسلام کے عظیم پیغمبر محمدﷺ کی ولادت کے سال پیش آیا تھا، اور اللہ تعالیٰ نے "خانہ کعبہ" کو کفار کے ایک بڑے لشکر سے محفوظ رکھا جو یمن سے ہاتھیوں پر سوار ہوکر آیا تھا ۔
اس واقعے کو یاد دلانا متکبر اور ضدی کافروں کے لیے اللہ کی طرف سے تنبیہ اور سرزنش ہے کہ تم خدا کی قدرت کے سامنے ذرہ برابر بھی طاقت نہیں رکھتے، وہ خدا جس نے ہاتھیوں کی بڑی فوج کو ان چھوٹے چھوٹے پرندوں کے ذریعے کچل دیا اور " حِجَارَةٍ مِّن سِجِّيلٍ" چھوٹے کنکروں کے ساتھ، وہ اللہ اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ ان ضدی متکبروں کو سزادے۔

## سورہ فیل دو حصوں پر مشتمل ہے:

پہلا حصہ: آیات " 1ور 2 " اس سازش کے بارے میں بحث ہے کہ، جب زمین پر خدا کی حکمرانی کے مرکزکو ختم کرنے کے لیے کوشش کی گئی یعنی: خدا کے گھر بیت اللہ کو کیسے بے اثر کیا جائے، کیونکہ روئے زمین پر ایسے بندے نہیں تھے جو خدا کے دین اور اس کی حکمرانی کے مرکز کا دفاع کرتے تو خدا تعالی نے خود براہ راست عملی اقدام کیا اور یہ خدا تعالی کی سنت اور طریقہ ہے، پوری تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی اس کے دین کے دفاع کے لیے کوئی نہیں ہوتا تو وہ خود براہ راست مداخلت دین دشمن قوتوں کا خاتمہ کر دیتا ہے۔
دوسرا حصہ: تیسری آیت سے سورت کے آخر تک، سازش کرنے والوں کو تباہ کرنے کے بارے میں ہے، کمزور سازش کرنے والوں نے اپنے خیال کے مطابق بہت بڑے اور طاقتور ذریعے کو اللہ کے خلاف استعمال کرناچاہا تھا اللہ نے کمزور ترین ذریعے کو ان کے طاقتور اسباب کو تباہ کرنے کے لیے استعمال کیا، اور یہ بتادیا کہ اللہ تعالی انسانوں کی طرح نہیں ہے کہ طاقتور اور مضبوط ذرائع و اسباب کا محتاج ہو ، بلکہ وہ کمزور ترین اسباب سے بھی بڑے کام لیتاہے ، جبکہ انسان سے اگر اس کے ذرائع و اسباب چھین لیے جائیں تو وہ بے بس ہوجاتاہے۔
یاد رہے کہ اصحاب فیل کا واقعہ 570 ء میں پیش آیا ،یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کی پیدائش کے "576ء" سال بعد، دشمن نےمنصوبہ بنایا کہ اس مرکز کو جو مسلمانوں کے اجتماع اور اتحاد کی جگہ ہے، اسے روئے زمین سے مٹادے ۔

## لغات اور اصطلاحات کی تشریح

" أَلَمْ تَرَ" کیا نہیں دیکھا تو نے؟ دیکھنے سے مراد ، سننا اور با خبر ہوناہے،(ملاحظہ کیا جائے: بقرہ آیات "243 اور 258 فجر:6)۔
مخاطب اگر چہ پیغمبرؐ ہیں،لیکن عام لوگ مراد ہیں،"اصحاب الفیل"ہاتھی

(c) ketabton.com: The Digital Library

والے،"اَلَمۡ يَجۡعَلۡ" کیا نہیں بنا یا؟ "كَيۡدَ"چال، سازش،"تَضۡلِيۡلٍ"
(ضل):الجھنا،بگاڑنا ، بے اثر ہونا، منزل سے ہٹ جانا۔
"طَيۡرًا" پرندے،جمع اور مفرد دونوں پر اس کا اطلاق ہوتا ہے،"اَبَابِيۡلَ" جھنڈ اور گروہ کے بعد گروہ، یکے بعد دیگرے اور پے در پے گروہ، "سِجِّيۡلٍ"سنگ اور گل کا معرب ، وہ مٹی جو پتھر بن گیا ہو،(متحجر)مٹی جو سخت اورمضبوط ہوئی ہو،"كَعَصۡفٍ"بھس،سوکھی گھاس ، بوسیدہ درخت کا پتا، گندم اور جو کا بھوسا وغیرہ (رحمن:۱۲) "مَّاۡكُوۡلٍ" آفت زدہ اور کیڑے کا کھا یا ہوا،"كَعَصۡفٍ مَّاۡكُوۡلٍ"آفت زدہ پتا اور کیڑے کا کھا یا ہوا، چبایا ہوا پتا، اور جانوروں کے منہ سے گرا ہوا وہ پتا جس کا بیج کھایا گیا ہو، اور بھوسے میں تبدیل ہوگیا ہو،(روح البیان)۔

## اصحاب فیل کا واقعہ (ہاتھی کی سواری)

اصحاب فیل کا واقعہ(ابرہہ اور اس کا لشکر)
عبرت والے تا ریخی، معجزانہ اور مشہور واقعات میں سے ہے کہ قرآن عظیم کے تمام واقعات میں اس کا بھی ذکر کیا گیا ہے ۔
اس سورت کے موضوع،مشتملات اور انداز بیان سے صاف اندازہ ہوتا ہے کہ یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی ہے، اس کی پانچ (۵)آیتیں ہیں۔
یاد رہے کہ یہ واقعہ نبی کریمﷺ کی ولادت کے سال پیش آیا تھا، رب عظیم نے کعبہ کو یمن سے ہاتھیوں پر سوار ہوکر آنے والے بڑے لشکر کے شر سے بچایا، یہ واقعہ جو "اصحاب فیل" کے نام سے مشہور ہے پیغمبر اسلام حضرت محمدﷺ کی ولادت کے سال پیش آیاتھا۔
مفسرین اس واقعے کی ابتدا کی بارے میں لکھتے ہیں: یمن پر برسوں تک حکومت کرنے والے بادشا ہوں میں سے ذونواس نے ایک دن"یثرب"شہر کا سفر کیا، وہ اس سفر میں مدینہ سے ہجرت کرکے آنے والے یہودیوں کے پروپیگنڈے سے بہت زیادہ متاثر ہوا، یہودیوں کے پروپیگنڈے کا اس پر اتنا اثر ہوا کہ ذونواس نے اپنے آبائی دین بت پرستی کو چھوڑ کر دین یہودیت قبول کرلیا۔
اس نئے دین کو ذونو اس کے دل میں گھرا اثر ڈالنے میں زیادہ دیر نہیں لگی، اور یہ جنونی یہودیوں میں شامل ہوگیا، اس کی مذہبی انتہا پسندی اس حد تک پہنچ گئی کہ بالآخر اس نے فیصلہ کرلیا جزیرہ نما عرب کے سارے قبائل کو اور خاص طور پر وہ شہر جو اس کی سلطنت کے ماتحت ہے، دین یہود میں داخل کرے، اس لئے باقائدہ منصوبے کے تحت دوسرے مذاہب

(c) ketabton.com: The Digital Library

کے پیروکاروں کو طرح طرح کی اذیتوں اور جبر کا نشانہ بنایا، تا کہ اس دباؤ کے نتیجے میں لوگوں کو دین یہودیت قبول کرلیں، اور اس کی تا بعداری کریں، ذونو اس اپنے دعوتی پروگرام کو بہت کم وقت میں چالاکی سے نافذ کرنے میں کامیاب رہا اور عربوں کی بڑی تعداد کو دین یہودیت میں داخل کرلیا۔
یمن کے شمالی اور پہاڑی شہروں میں سے ایک شہر"نجران" کے لوگوں نے کچھ عرصہ قبل مسحیت کو قبول کرلیا تھا،اور اس کا اثر ان کے روحوں پر پڑا، تو انہوں نے اس مذہب کا بھرپور دفاع کیا، اسی وجہ سے انہوں نے ذونواس کی خلاف بغاوت کی، اور اس یہودی کی اطاعت سے انکار کردیا۔
ذونواس کو نجران کے لوگوں کی یہ بغاوت پسند نہیں آئی، ان کے اس عمل سے وہ نارض تھا، اس لیے انہیں اذیت دینے اور یہودی مذہب کو قبول کرنے پر مجبور کرنے کا فیصلہ کرلیا۔
ذونواس نے اپنے مذہبی مقصد کی تکمیل کے لیے ایک بڑی خندق کھودنے اور اس میں بہت زیادہ آگ جلانے کا حکم دیا۔
اور جو لوگ یہودی مذہب کے بنیادی اصولوں کے مخالفت کرتے ، انہیں اس آگ میں جلایاجاتا۔
ذونواس کے مبلغین نے نجران کے عیسائی پیروکاروں کی ایک بڑی تعداد کو اس کھائی میں جلادیا، اور متعدد لوگوں کو تلوار سے مار کر ان کے ہاتھ،پاؤں، کان اور ناک کٹوادیے ، اور اپنا مذہب اہل نجران پر مسلط کردیا ۔
مؤرخین نے ان مذہبی مظالم میں ہلاکتوں اور ہلاک ہونے والوں کی تعداد ۲۰ ہزار تک بتائی ہے جو اس زمانے کے آبادی کے تناسب سے بہت زیادہ تھی،قرآن کریم کے مفسرین کی ایک بڑی جماعت کے مطابق اصحاب اخدود کا جو قرآن پاک کی سورہ بروج میں ذکر ہے، وہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔
لفظ "اخدود"زمین میں ایک بڑے گڑھے اور خندق کا معنی دیتا ہے، "اصحاب اخدود" وہ ظالم اور جابر تھے جو زمین کو کھود تے تھے اور اسے آگ سے بھر دیتے تھے، اور مؤمنین کو ایمان کے جرم میں اس میں پھینکتے تھے اور آخری شخص تک کو جلا دیتے تھے۔
"الاخدود"ایک شہر ہے جو نجران کے جنوب میں یمن کے ملک میں ہے جس کا ذکر قرآن عظیم میں سورہ بروج(آیت:۳)میں ہوا ہے۔
جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ اس شہر کے لوگ "یوسف ذی نواس"کے حکم پر اصحاب اخدود کی ظالمانہ آگ میں جلا دئیے گئے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

مؤرخین لکھتے ہیں: کہ اس بادشاہ کا اصل نام: "یوسف ذی نواس بن زرعہ بن تبان اسعد ابوبکر" اور اس کا لقب "ذونواس"تھا، مؤرخین یہ بھی اضافہ کرتے ہیں: کہ ان مظالم کی گرفت میں نجران کے علاقے کے عیسائی رہنماؤں میں سے ایک رہنما اس جنگ اور قتل عام سے بچنے میں کامیاب ہوگیا تھا، اس کو اتنا موقع ملا اور وسائل دستیاب ہوئے کے خود کو ذونواس کے سپاہیوں کے شہر سے مخفی رکھے اور شہر سے فرار ہونے میں کامیاب ہو۔

یہ شخص قسطنطیہ میں شہنشاہ کے دربار میں پہنچا، اور نجران کے عیسائیوں کے قتل عام کی داستان رومی بادشاہ کو سنائی اور مدد مانگی اور "ذونواس"سے بدلہ لینے کی درخواست کردی۔

رومی شہنشاہ اس غم انگیز واقعے کا سن کر بہت سخت متاثر ہوا،درخواست کے جواب میں کہا؛ آپ کا ملک جعرافیہ کے لحاظ سے ہم سے بہت دور ہے،لیکن میں حبشہ کے بادشاہ "نجاشی" کو خط لکھتا ہوں تا کہ اس معاملے میں آپ کی مدد کرے،قسطنطیہ کے شہنشاہ نے نجاشی کے دربارمیں ایک خط بھیجا، نجاشی نے یہ خط پڑھ کر ایک بڑا لشکر(ساٹھ سے ستر ہزار آدمی)یمن کی طرف روانہ کیا اور اس لشکر کی کمان اور سربراہی "ابرہہ"نامی شخص کو دی گئی، جو"صباح" کا بیٹا اور اس کی کنیت ابو یکسوم تھا، ہکذا ایک اور روایت کے مطابق نجاشی نے اس لشکر کی سربراہی اور کمان میں"ارباط"نامی شخص کو مقرر کیا، اور"ابرہہ کو" جو کہ ایک جنگجو سپاہی تھا اس کے ساتھ کردیا۔

"ارباط" کو حبشہ سے بحیرہ احمر کے کنارے تک ، اور وہاں سے کشتیوں کے ذریعے یمن کے خطے تک پہنچاناتھا۔

ذونواس کو جب اس معاملے کا پتا چلا تو وہ یمنی قبائل پر مشتمل ایک فوج اپنے ساتھ لے کر حبشیوں سے لڑنے کے لیے آیا، اور جب جنگ شروع ہوئی تو ذونواس کی فوج حبشہ کے لوگوں کے خلاف مزاحمت کرنے میں ناکام رہی، اور شکست کھا گئی، اور ذونواس اس شکست کو برداشت نہ کرتے ہوئے خود کو سمندر برد کردیا اور سمندر میں غرق ہوگیا۔

حبشہ کے لوگ یمن میں داخل ہوئے، اور کئی سال تک وہاں حکومت کرتے رہے،"ابرہہ نے"کچھ عرصہ بعد "ارباط"کو قتل کرکے خود اس کا جانشین بن گیا،اور یمن کے لوگوں کو اپنا تابع بنایا،اور نجاشی کو جو کہ "ارباط"کے قتل کرنے سے غصہ میں تھا کسی طریقے سے راضی کرلیا۔

اس دوراں جب "ابرہہ"یمن میں تھا تو اس نے محسوس کیا کہ اس علاقے کےعرب خواہ وہ بت پرست ہوں یا مشرک یا دوسرے، مکہ اور خانہ کعبہ کی طرف خاص توجہ دیتے ہیں، چنانچہ ان کی نظروں میں کعبہ کا خاص

(c) ketabton.com: The Digital Library

احترام ہے اور ہر سال ایک بڑی تعداد میں یمنی لوگ خانہ کعبہ جاتے ہیں اور قربانی کرتے ہیں، اس نے دھیرے دھیرے سوچا کہ مکہ کا یہ روحانی اور معاشی اثر اور کعبہ کی زیارت سے جو تعلق قبائل عرب نے ایجاد کیا ہے، ایک دن اس کے لیے اور دوسرے حبشیوں کے لیے جو جزیرہ نما عرب اور ملک یمن میں آباد ہوئے تھے کسی پریشانی کا باعث بن سکتی ہے، یعنی ان کو یہاں سے نکال باہر کرنے کا سوچ سکتے ہیں ۔

لہٰذا اس پریشانی کو ختم کرنے کے لیے اس نے فیصلہ کرلیا کہ جہاں تک ممکن ہو یمن میں ایک شاندار ہیکل تعمیر کرے، اور اس کی خوبصورتی، تزئین اور آرائش میں خوب محنت کرے، اور اس علاقے کے عربوں کو جس طریقے سے بھی ہو اس کی طرف متوجہ کرے اور کعبہ کی زیارت سے روکے۔

ابرھہ نے یمن میں اس مقصد کے لیے جو معبد،ہیکل تعمیر کیا اس کا "قلیس"نام رکھا، اور اس کے تعظیم، احترام اور آرائش و خوبصورتی میں آخری حد تک کوشش کی،لیکن اس کی برسوں کی کوششوں کا اس کو معمولی نتیجہ بھی نہیں ملا، اس نے دیکھا کہ عرب اب بھی خلوص،شوق اور جذبہ کے ساتھ ہر سال کعبہ کی زیارت اور حج کے فرائض انجام دینے کے لیے مکہ مکرمہ جاتے ہیں، اور اس کے شاندار معبد پر کوئی توجہ نہیں دیتے۔

اس کے بر عکس ایک دن اس کو اطلاع ملی کہ "کنانہ"کے اعراب میں سے ایک شخص "قلیس" کے معبد خانے میں گیا، اور اسے گندگی سے آلودہ کرکے واپس اپنے شہر کی طرف چلاگیا۔

تفسیر"جلوہ های از اسرارقرآن" کے مفسر لکھتے ہیں: "کہتے ہیں کہ القلیس کے کلیسا کی توہین کی گئی ہے،عبادت گاہ کے اندر کچرا پھینکا گیا، یا اس کے کسی حصے کو آگ لگا دی گئی،بعض لوگ اسے ابرہہ کے اعلان کے خلاف قریش کا جوانوں کی ردعمل سمجھتے ہیں، اور بعض لوگ اسے سازش کہتے ہیں جو عیسائیوں کے جذبات کو بھڑکانے کے لیے کی گئی تھی"۔

بہرحال اس واقعہ کے بعد ابرہہ کے مشہور ترین مذہبی مرکز میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی، اس نے مکہ جاکر خانہ کعبہ کو تباہ کرنے اور یمن کی روحانی اور اقتصادی طاقت کو بحال کرنے کا خود سے عہد کرلیا ۔

ابرھہ(۵۷۰-۵۷۱)عیسوی میں ساٹھ سے ستر ہزارافراد پر مشتمل لشکرجس میں"۹یا۱۳"ہاتھی بھی تھے شہر مکہ کی طرف لے چلا،عربوں کو جب ابرہہ کے فیصلے کا علم ہوا، تو انہوں نے حملے کو پسپا کرنے کے لیے اپنی جنگی تیاریاں شروع کیں، اسی دوران یمنی عوام کے ایک مشہور شیخ "ذونفر"کے نام سے اپنے لوگوں کو کعبہ کے دفاع کے لیے بلایا اور

(c) ketabton.com: The Digital Library

دوسرے عرب قبائل کو بھڑ کایا، اور ایک تقریر کے ذریعہ ان کی غیرت اور جذبے کو بیدار کیا کہ خدا کے دشمن خدا کے گھر کے خلاف لوگوں کا ایک گروہ لے کر ابرہہ کے خلاف جنگ کے لیے آرہاہے ۔
لیکن اس کی فوجوں میں ابرہہ کے منظم فوجوں کے خلاف لڑنے کی قابلیت نہیں تھی،اس کی فوج کو شکست ہوئی اور وہ خود ابرہہ کی فوجوں کے ہاتھوں گرفتار ہوگیا اور جب اسے ابرہہ کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا، تو ذونفر نے یہ دیکھ کر کہا: مجھے قتل مت کرو، شاید میرا زندہ رہنا تیرے لیے فائدہ مند ہو۔
بعد اس کے کہ ذونواس کی قوتیں جنگ میں شکست کھا گئیں تو یمنی قبائل کے ایک اور شخص"نفیل بن حبیب خثعمی" کے نام سے جہاد کا علم اٹھایا خانہ کعبہ کے دفاع کے لیے، ابرہہ کے فوجوں سے مقابلہ کے لیے کمر کس لی،ختم قبائل کے بہت سے آدمیوں کے ساتھ ابرہہ کے خلاف جنگ کے لیے آیا،لیکن وہ بھی"ذونفر" کے انجام سے دو چار ہوا اور ابرہہ کی فوجوں کے ہاتھوں قیدی بن گیا۔
ابرہہ کے فوج کے خلاف قبائل کی پے در پے شکست سبب بنی کے دوسرے قبائل کے لوگوں نے ابرہہ کے راستے میں آنے اور جنگ کرنے کا خیال دل سے نکال دیا اور اس کی تابع داری اور فرمانبرداری کرنے میں عافیت جانی، ان میں سے ایک ثقیف قبیلہ تھا جو طائف میں رہتا تھا، جب ابرہہ آیا تو خوشامد اور چاپلوسی کے لیے اپنی زبان کھولی کہ ہم آپ کے فرمانبردار ہیں، اور مکہ پہنچنے اور آپ کو اس مقصد کے حصول کے لیے راستہ دکھائیں گے، ایک راستہ بتانے والا بھی آپ کے ساتھ کرلیں گے، یہ کہنے کے بعد ایک شخص"ابو رغال" کے نام سے اس کے ساتھ بھیج دیا، ابورغال نے ابرہہ کے لشکر کی مکہ سے چار کیلو میٹر دور "مغمس" کے مقام تک رہنمائی کی، وہاں پہنچنے کے بعد "ابورغال"ب یمار ہوگیا، اور فوت ہوگیا اور انہوں نے اسے وہیں دفن کردیا، جیسا کہ ابن ھشام لکھتے ہیں:اب جو لوگ وہاں پہنچتے ہیں وہ ابورغال کی قبر کو پتھر مارتے ہیں، جیسے ہی ابرہہ"مغمس"پہنچ گیا، اپنے سرداروں میں سے ایک سردار "اسود بن مقصود"کو مقرر کردیا کہ اس علاقے کا مال مویشی لوگوں سے جمع کرے ، اور ان کے ساری جائیداد اور مویشی ابرہہ کے پاس لے آئے ۔
"اسود" اپنے سپاہیوں کو ایک کثیر تعداد کے ساتھ اس علاقے کی چاروں طرف لےگیا اور جہاں مال مویشی یا اونٹ ملے سب کو جمع کرکے قبضہ کرلیا اور ابرہہ کے پاس لے آیا ۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

مؤرخین لکھتے ہیں ان اونٹوں میں دوسو اونٹ عبدالمطلب کے تھے،جو مکہ کی اطراف میں چررہے تھے،"اسود"کے سپاہی ان کو ابرہہ کے پاس لےگئے، قریش کے سرداروں کو جب اس کی اطلاع ملی تو پہلے انہوں نے چاہا کہ ابرہہ کے ساتھ لڑکر اپنا قبضہ شدہ مال مویشی دوبارہ لے لیں،لیکن جب ان کو ابرہہ کے لشکر کی تعداد کے بارے میں معلوم ہوا تو اس ظالم کے تابع ہوگئے۔

اس موقع پر ابرہہ نے ایک شخص جس کا نام"حناطہ"حمیری تھا کو مکہ بھیج دیا، اور اس سے کہاکہ:تو مکہ شہر جاؤ اور قوم کے سرداروں کو پہچاننے کے بعد ان سے بات کرکے بتاؤ ہم مکہ میں جنگ لڑنے اور خونریزی کرنے نہیں آئے ہیں، بلکہ ہمارے آنے کا صل مقصد خانہ کعبہ کو ڈھانا ہے، اگر تم لوگ ہمارے کام میں رکاوٹ نہ بنو تو ہمیں تمہاری جان سے کوئی سروکار نہیں ہے، اور آپ لوگوں کے خون بہانے کا ارادہ نہیں ہے جب حناطہ اس مقصد کے لیے نکلنے لگا، اس سے کہا:اگر تو نے اندازہ لگایا یا محسوس کیا کہ قوم کےسرداروں کا ہم سے لڑنے کا ارادہ نہیں ہے تو انہیں میرے پاس لے آؤ۔

حناطہ دی گئی ذمہ داری کا حکم ملنے کے بعد شہر مکہ کی طرف روانہ ہوا، جب شہر مکہ پہنچ گیا تو اس نے قوم کے سرداروں اور بڑوں کو تلاش کرنا شروع کیا، مکہ کے باسیوں نے اس کو سیدھا عبدالمطلب کے گھر بھیج دیا، اس نے عبدالمطلب کے پاس پہنچ کر ابرہہ کا پیغام سنادیا، اور اس سے کہا کہ: ابرہہ کہتا ہے کہ:میں اہل مکہ سے جنگ کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا ، میں آیا ہوں صرف کعبہ کو تباہ کرنے کے لیے، اگر میرے اس مقصد کو مانتے ہو تو مذاکرات اور جرگہ کے لیے اپنا نمائندہ میرے پاس بھیج دو، اسی دوران اہل مکہ نے ایک مشاورتی جلسہ منعقد کیا، اور اس منصوبے کے بارے میں مشترکہ فیصلہ کیا، مکہ کے سرداروں نے ابرہہ کے اس دھمکی آمیز خط کے بعد عبدالمطلب کو مذاکرات کے لیے ابرہہ کے پاس بھیج دیا، عبدالمطلب نے جواب میں کہا: خدا کی قسم ہم ابرہہ کے ساتھ جنگ کا خیال نہیں رکھتے اور اس سے جنگ کرنے کی طاقت بھی ہم میں نہیں ہے، یہ تو خدا کا گھر ہے اگر خدا تعالیٰ چاہے تو اس کی تباہی کو روکے گا، نہیں تو خدا کی قسم ہم ابرہہ کو شکست نہیں دے سکیں گے۔

اس دوران عبدالمطلب اپنے چند فرز ندوں کے ساتھ محاذ جنگ پر ابرہہ کی طرف چلے گئے، اس سے پہلے کہ عبدالمطلب ابرہہ کے کیمپ پہنچے اور ابرہہ سے ملے "ذونفر" نامی شخص کو عبدالمطلب کی آمد کا علم ہوا، اس نے ابرہہ کے پاس کسی کو بھیجا اور اسے عبدالمطلب کی عظیم شخصیت

(c) ketabton.com: The Digital Library

کے بارے میں آگاہ کیا اور ان سے کہا:یہ شخص قریش کا پیشواء اور سربراہ ہے، اور اس سرزمین کے عظیم ہستیوں میں سے ہے، اور وہ ایسا شخص ہے جو اس علاقے کے لوگوں کو اور صحرا کے حیوانات کی دیکھ بال کرنے والا اور پالنے والا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ عبدالمطلب مبارک داڑھی، چوڑا کندھا، روشن اور پرکشش چہرے والے مضبوط آدمی تھے، جیسے ہی عبدالمطلب ابرھہ کے پاس پہنچے تو ابرہہ اسے دیکھ کر بہت متاثر ہوا، کہتے ہیں کہ ابرہہ اپنے تخت سے نیچے اترا اور عبدالمطلب کے احترام میں ان کے مشیروں کے مشورے کے مطابق زمین پر ان کے قریب بیٹھ گیا، سلام کرنے کے بعد ابرہہ نے عبدالمطلب سے بات شروع کی، اور ان کے سامنے اپنا مقصد جو کہ کعبہ کے تباہی تھی پیش کردیا ۔

عبدالمطلب نے ابرہہ کی باتوں کو غور سے سنا اور اس کی گفتگو کے درمیان اپنی رائے کا اظہار نہیں کیا، کچھ بھی نہیں کہا، ابرہہ نے گفتگو کے اختتام پر عبدالمطلب کی طرف متوجہ ہو کر کہا: اگر آپ کی مجھ سے کوئی درخواست ہے تو کہہ سکتے ہیں،عبدالمطلب نے ابرہہ کے ترجمان سے کہا:تمہارے لشکر اور سپاہیوں نے میرے دوسو اونٹ لوٹے ہیں، ان کو ہدایت کر یں کہ وہ مجھے واپس کردیں۔

عبدالمطلب کی اس درخواست پرابرہہ بہت حیران ہوا، اور مترجم سے کہا : عبدالمطلب سے کہو: جب میں نے تمہیں دیکھا تو میرے دل میں تمہاری عظمت پیدا ہوئی، لیکن جب میں نے تمہیں اپنے مال کے بارے مطالبے کی بات کرتے ہوئے سنا تو تیری عظمت میرے سامنے کم ہوئی، حیرت ہے کہ آپ اپنے اونٹوں کی واپسی پر اصرار کر رہے ہو، لیکن کعبہ جو تمہارے اور تمہارے باپ دادا کی عبادت گاہ ہے، اور میں نے اب اس کی ویرانی اور تباہی کے لیے کمر کس لی ہے تم کوئی بات نہیں کرتے ۔

عبدالمطلب نے ابرہہ کو جواب دیتے ہوئے کہا" انارب الابل وان للبیت ربآ سیمنعه!

"(میں ان اونٹوں کا مالک ہوں جن کی واپسی کا مطالبہ کررہاہوں، اور اس گھر کا مالک ہے جو کہ خود اس کی حفاظت کرے گا)۔

واقعی ایسا ہی ہوا، جب ابرہہ کی فوج وادی محسر کے علاقے میں پہنچی تو ابابیلوں نے ابرہہ کے لشکر پر حملہ کردیا،(تَرۡمِيهِم بِحِجَارَةٖ مِّن سِجِّيلٖ)انہوں نے ابرہہ کی غاصب فوج پر پتھر برسانا شروع کردیے اور ابرہہ کی اس ساٹھ(۶۰)سے"۷۰"ستر ہزار افراد پر مشتمل فوج کو شکست و ریخت سے دوچار کیا، اور کعبہ کو تباہی و بربادی سے بچالیا، یہ ایک آسمانی معجزہ ہے جو وادی محسر میں کعبہ کے دفاع میں پیش آیا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس گفتگو کے بعد ابرہہ نے عبدالمطلب کے اونٹ اور مویشی ان کو واپس کرنے کا حکم دیا، عبدالمطلب بھی اپنے اونٹ لے کر مکہ پہنچے، اور جب وہ شہر میں داخل ہوئے تو شہر کے لوگوں اور قریش کو حکم دیا کہ وہ وہاں سے چلے جائیں، اور شہر کو خالی کردیں، پہاڑوں اور مکہ کے اردگرد کی وادیوں میں پناہ لے لیں، تاکہ اپنے بچوں اور اہل خانہ کی جان ابرہہ کے فوجوں سے محفوظ رکھیں۔

مکہ مکرمہ کو خالی کرنے کے حکم کے بعد عبدالمطلب قریش کے کئی سرداروں کے ساتھ خانہ کعبہ کے پاس آیا اور خانہ کعبہ کے دروازے کو پکڑ رستے آنسوؤں اور غم سے نڈھال دل کے ساتھ گریہ و زاری کرنے لگا، اور الله تعالیٰ سے دعا کی کہ ابرہہ اور اس کے لشکر کو ہلاک اور نابود کردے ، اس کے الفاظ جو نظم کی صورت میں کہے یہ دو شعر ہیں:

یارب لا ارجولهم سواکا — یارب فامنع منهم حماکا

ان عدو البیت من عاداکا — امنعهم ان یخربوا قراکا

اے رب! مجھے ان کے مقابلے کے لیے تیرے سوا کوئی امید نہیں ہے، اےرب! ان سے اپنی حمایت اور مہربانی کو روک دے کیونکہ گھر کا دشمن وہی ہے جو تجھ سے دشمنی رکھتا ہے،اور تو ان کو اپنے گھر کو تباہ کرنے سے روک۔

کعبہ میں خلوص کے ساتھ دعا کرنے کے بعد وہ خود اور ان کے ساتھی اردگرد کے پہاڑوں پر لوگوں کے پیچھے چلے گئے، اور انتظار کرنے لگے کہ ابرہہ اور خانہ کعبہ کا کیا بنتاہے ۔

## کعبہ پر حملے کا مقررہ دن

کعبہ پر حملے کا وعدہ شدہ دن آنے کے بعد ابرہہ کی فوج منیٰ اور مروہ کے درمیان وادی محسر میں پہنچ گئ، ابرہہ کا جنگی ہاتھی جس کا نام محمود(ماموت)تھا سپاہیوں کے آگےآگے چل رہا تھا، اچانک آگے بڑھنے سے رک گیا، کعبہ کی طرف جانے سے انکار کیا، تو انہوں نے اسے ڈنڈوں سے مارا اور تیز دھار والے لوہے سے مارا، لیکن (ماموت)نے کعبہ کی طرف جانے سے انکار کیا، ابرہہ کی افواج کی شکست کا پہلا نشان حملے کے پہلے گھنٹے میں ظاہر ہوا۔

## ابابیلوں کی آمد

مفسرین لکھتے ہیں کہ:ابرہہ کی فوجی دستے ابھی ہاتھی کو قابو کرنے میں مصروف تھے کہ اچانک ابابیل سمندر کی طرف سے وادی محسر پر امنڈ آئے، ان ابابیلوں میں سے ہر ایک نے اپنی چونچ اور پنجوں میں کنکریاں اٹھا کر لشکر پر حملہ کردیا،یہ کنکریاں جس کو بھی لگتیں وہ شدید زخمی

(c) ketabton.com: The Digital Library

ہوجاتا،اور اس کے زخموں سے خون اور پیپ جاری ہوتا، اس کا گوشت سڑکر گر جاتا، کچھ زخمی ہوگئے، کچھ نے بھاگنے کو ترجیح دی۔
ابرہہ خود بھی اس خوفناک عذاب اور غضب الہیٰ سے محفوظ نہ رہا، اور اس کے سر پر ایک کنکری پڑی، اور جب اس نے یہ حالت دیکھی تو اس نے چند لوگوں کو حکم دیا جو محفوظ رہے تھے کہ اسے واپس یمن کی طرف لے چلیں، بہت کوشش اور تکلیف کے ساتھ یمن پہنچا، اس کے جسم کا گوشت سڑ کر گرا، اور انتہائی کمزوری اور بے بسی کی حالت میں مرگیا۔
عبدالمطلب جو اس عجیب و غریب منظر کو دیکھ رہا تھا اور جانتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پرندوں کو خانہ کعبہ کی حفاظت کے لیے بھیجا ہے، ابرہہ اور اس کے لشکر کی تباہی کا وقت آن پہنچا ہے، اس نے بلند آواز سے لوگوں کو کعبہ کے دشمنوں کی تباہی کی خوش خبری سنادی، اور ان سے کہا کہ: اپنے شہر اور گھروں کی طرف لوٹ جائیں، اور ان سے بچا ہوا مال غنیمت لے جائیں، لوگ خوشی اور جوش کے ساتھ شہر کو لوٹے۔
کہتے ہیں کہ: اس دن اہل مکہ کو بہت مال غنیمت ملا، اور قبیلہ خثعم جو لوٹ مار میں دوسرے قبیلوں سے زیادہ لالچی تھا دوسروں سے زیادہ مال غنیمت لے گیا، اور بہت سونا،چاندی، اونٹ اور گھوڑے ان کے ہاتھ لگے۔
بعض مؤرخین لکھتے ہیں کہ: ابرہہ کی فوج میں چیچک کی بیماری پھیلی گئی، جو بہت سے فوجیوں کی ہلاکت کا سبب بنی۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

# سُوۡرَۃُ الۡفِیۡلِ

اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ ؕ﴿۱﴾ اَلَمۡ یَجۡعَلۡ کَیۡدَہُمۡ فِیۡ تَضۡلِیۡلٍ ۙ﴿۲﴾ وَّ اَرۡسَلَ عَلَیۡہِمۡ طَیۡرًا
اَبَابِیۡلَ ﴿۳﴾ تَرۡمِیۡہِمۡ بِحِجَارَۃٍ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ ۪ۙ﴿۴﴾ فَجَعَلَہُمۡ کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ ٪﴿۵﴾

## سورت کا ترجمہ

| | |
|---|---|
| بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | شروع کرتاهوں الله کے نام سے جوبڑا مهربان نهایت رحم والاهے |
| اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ ؕ﴿۱﴾ | تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟) |
| اَلَمۡ یَجۡعَلۡ کَیۡدَہُمۡ فِیۡ تَضۡلِیۡلٍ ۙ﴿۲﴾ | کیا اس نے ان کی تدبیر کو بے کار نہیں کر دیا |
| وَّ اَرۡسَلَ عَلَیۡہِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ ﴿۳﴾ | اور ان پرجھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیج دیے |
| تَرۡمِیۡہِمۡ بِحِجَارَۃٍ مِّنۡ سِجِّیۡلٍ ۪ۙ﴿۴﴾ | جو ان پرکنکرکی پتھریاں پھینکتے تھے |
| فَجَعَلَہُمۡ کَعَصۡفٍ مَّاۡکُوۡلٍ ٪﴿۵﴾ | تو ان کو ایسا کردیا جیسے کھایا ہوا بھس ہو |

## سورت کی تفسیر

| | |
|---|---|
| اَلَمۡ تَرَ کَیۡفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ ؕ﴿۱﴾ | تم نے دیکھا نہیں کہ تمہارے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟) |

خدا تعالیٰ نے اس سورت کی ابتداء اور شروع لفظ"اَلَمۡ"سے کیا ہے، ان وجوہات کی بنیاد پر:

1 - خبر دینے کے لیے۔

2 - قریش پر احسان جتانا، اور کعبہ کی حفاظت جیسی نعمت کا ذکر، پھر نعمت کا عملی شکر۔

اے پیغمبر! کیا آپ نے مشاہدہ نہیں کیا،نہیں دیکھا، نہیں سنا کہ رب نے اصحاب فیل ہاتھیوں پر سوار ہو کر آنے والے لشکر کے ساتھ یعنی (ابرہہ کا لشکر جو کعبہ کو ڈھانے آیا تھا) کیا کیا؟ آیت مبارکہ کا خطاب بظاہر پیغمبر ﷺ سے ہے، لیکن درحقیقت مخاطب صرف قریش ہی نہیں بلکہ تمام عرب کے لوگ ہیں، جو اس واقعہ سے بخوبی واقف تھے، قرآن کریم کی

(c) ketabton.com: The Digital Library

متعدد سورتوں میں"اَلَمۡ تَرَ"(کیا تم نے نہیں دیکھا) کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، ان سے مراد صرف رسول اللہﷺ کو مخاطب کرنا نہیں بلکہ تمام لوگوں کو مخاطب کرنا ہے۔

یہاں پر"اَلَمۡ تَرَ" کا جملہ اس لیے استعمال کیا گیا ہے کہ اس وقت مکہ اور اس کے اطراف میں، اور عرب کے ایک وسیع علاقے میں مکے سے یمن تک لوگوں کی ایک بڑی تعداد موجود تھی جنھوں نے اصحاب فیل کی تباہی کا واقعہ اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا وہ ابھی تک زندہ تھے،کیونکہ اس واقعہ کو تقریبا چالیس سال سے کچھ زیادہ کا عرصہ گزر چکا تھا، اور تمام عربوں نے اس واقعہ کی مسلسل خبریں ان لوگوں سے سنی تھیں، جنھوں نے اس واقعہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا، اس لیے ان کے لیے بھی یہ واقعہ ایسا ہی تھا جیسا اپنی آنکھوں سے دیکھنا۔

یہ دکھائی دینے والا اور محسوس معجزہ ہے، تنبیہ اور عبرت حاصل کرنے کے لیے، تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور بندگی کی طرف متوجہ ہوں۔

مفسر ابو سعود لکھتے ہیں کہ:اللہ تعالیٰ نے رسول اللہﷺ کی توجہ اپنےعمل کے معیار کی طرف مبذول کروائی ہے اور فرمایا: "کَیۡفَ فَعَلَ"یہ نہیں کہا کہ: "اَلَمۡ تَرَ ما فَعَلَ رَبُّكَ"اس حقیقت کو یاد دلانے کے لیے کہ ایک بہت ہی خوفناک منظر پیش آیا تھا، اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک عجیب وغریب طریقے سے تباہ کردیا تھا جو کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت و عظمت کی نشاندھی کرتا ہے، اور اس کے علم و حکمت کے کمال کو ظاہر کرتا ہے، اور رسول اللہﷺ کی شان کو ظاہر کرتا ہے، اس واقعہ کو (نبوت کے تمہیدی آثار: وہ حیران کن واقعات جو نبی کو نبوت ملنے سے پہلے درپیش آئیں) میں سے ایک سمجھاجاتا ہے۔کیونکہ روایت ہے کہ یہ واقعہ پیغمبرﷺ کی ولادت کے سال پیش آیا تھا۔

| | |
|---|---|
| اَلَمۡ یَجۡعَلۡ کَیۡدَهُمۡ فِیۡ تَضۡلِیۡلٍ ۙ﴿۲﴾ | کیا اس نے ان کی تدبیر کو بے کار نہیں کر دیا |

کیا اس نے انہیں تباہ نہیں کیا؟ کیا خانہ کعبہ کو ڈھانے کی ان کی کوشش بے سود لا حاصل او برباد نہیں ہوئی؟ کیا ان کے حیلوں اور چالبازیوں کو بے فائدہ نہیں بنایا اور نتائج کو ان کے اپنے نقصان میں نہیں بدلا؟ کیا تم نےنہیں دیکھا کہ رب نے ابرہہ کا تیر نشانے پر لگنے نہیں دیا۔

بلکہ جو پتھر انہوں نے کعبہ کو منہدم کرنے کے لیے اٹھایا تھا الٹا ان کے اپنے پاؤں پر لگا، انہوں نے کعبہ کی عزت وعظمت کو کم کرنے کا سوچا تھا، کہ اسے تباہ کریں منہدم کردیں، اس مقصد کے لیے اس نے ایک بڑی

(c) ketabton.com: The Digital Library

اور اچھی فوج تیار کی تھی، انہوں نے فوجی مہم کے لیے ایک بہانہ بنایا، اپنے سپا ہیوں کے جذبات کو مذہبی بہانوں سے کعبہ پر فوری حملہ کے لیے اکسایا تھا، آپ لوگوں نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ جو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے، اس خدا نے ابرہہ کے منصوبے کو نا کام بنادیا، اور اس کے لیس فوج کو نابود کردیا، اس کے رومی حامیوں کو بے بس اور لا چار کردیا: ابرہہ کی مسلح افواج کی شکست اور بربادی نے نہ صرف خانہ کعبہ کی ساکھ اور حیثیت کو بچالیا، بلکہ ہر ایک پر یہ ثابت کردیا کہ اس مقدس گھر اور یکتا پرستوں کی عبادت خانے کا مالک خدا کسی بھی حملے کے خلاف اس کا دفاع کرے گا، "تَضۡلِيۡلٍ " ضلل کے مادہ سے ہے، ضلل،یضلل تضليلا، الجهانے کے معنی میں ہے،مقصد سے ہٹ جانا، یہاں بے اثر کرنے کا معنی مناسب ہے۔

کیونکہ جب کوئی شخص پروگرام کے مطابق اپنے مقصد تک پہنچنے کے لیے ایک راستے پر چل پڑتا ہے،لیکن باہر سے کوئی رکاوٹ اس کی راہ میں حائل ہوتی ہے، اور اسے راستے سے ہٹا دیتی ہے، یا روک دیتی ہے تو اسے کہتے ہیں:تضلیل:کسی کو اس مقصد سے ہٹانا یا الجها دینا، جس کی طرف وہ جا نا چاہتا ہے۔

| | |
|---|---|
| وَّاَرۡسَلَ عَلَيۡهِمۡ طَيۡرًا اَبَابِيۡلَ ۙ‏ ۳ | اور ان پرجھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیج دیے |

اپنے سپاہیوں میں سے ان پر پرندے مسلط کردیے جو جھنڈ کے جھنڈ یکے بعد دیگرے آئے اور ہر طرف سے انہیں گھیر لیا "ابابیل"کسی خاص پرندے کا نام نہیں ہے،"طَيۡرًا اَبَابِيۡلَ"یعنی پرندے فوج در فوج ،جھنڈ کے جھنڈ مختلف گروہ کی شکل میں، ان پر ٹوٹ پڑے، تو پھر لفظ "طَيۡرًا" پرندوں کے جنس کے معنی میں ہے، نہ کہ منفرد کے معنی میں پرندہ ۔

مفسرین "ابل" اور ابابیل کی تفسیر میں مختلف معنی پیش کرتے ہیں، مفسرین میں سے ہر ایک نے ان پرندوں کی شکل و صورت کے بارے میں مختلف تفسیریں کی ہیں:

**مفسرین ابابیل پرندوں کی تفسیر میں کہتے ہیں:**

وہ ایسے پرندے جو سمندر سے باہر آئے تھے، اور ابرہہ کے سپاہیوں کو ان پتھروں سے جو ان کی چونچ میں تھے مارا اور ہلاک کردیا، ابن زید لکھتے ہیں کہ: وہ ایسے پرندے تھے جو سمندر سے باہر نکلے تھے، اور ان کے رنگ میں اختلاف کرتے ہیں،بعض کہتے ہیں کہ: وہ سفید تھے، اور بعض نے کہا: وہ سیاہ تھے، ایک اور قول کے مطابق: یہ سبز پرندے

(c) ketabton.com: The Digital Library

تھے،اور ان کے چونچیں پرندوں جیسی تھیں اور پنجے کتے جیسے اور ان کے سر درندوں جیسے ۔

**محترم قارئین:**

آیت مبارکہ" وَّاَرۡسَلَ عَلَیۡہِمۡ طَیۡرًا اَبَابِیۡلَ ۙ﴿۳﴾" میں آپ نے ملا حظہ فرمایا:جس طرح ابرہہ نے جنگ کے لیے جانوروں (ہاتھی) کا استعمال کیا: خدا تعالیٰ نے بھی اسی کے مطابق اسے جواب دیا، لیکن ابرہہ نے ہاتھی جیسے سب سے بڑے جانور سے اور خدا تعالیٰ نے پرندہ جیسے چھوٹی مخلوق سے اس کا مقابلہ کر کے اسے نیست و نابود کردیا۔

رب تعالیٰ نے پرندہ بھیجا،غور کریں کتنا خوبصورت ہے، ہاتھی کے مقابلے میں پرندہ، وہ بھی چھوٹے پرندے ابابیل جیسے، ابابیل پرندے کی وضاحت کرتے ہیں، چڑیا کی طرح، شاید اس سے بھی چھوٹا۔

اس چڑیا کو وہ مالک خدا،قادر خدا،مقتدر خدا نے اس اصحاب فیل جیسے طاقتور، ناسمجھ، بے فکر اور بے عقل کی طرف بھیجا تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ پس صرف اسلحہ اہم نہیں ہے، اہم وہ ہاتھ ہے جس نے اس اسلحہ کو تھاما ہے، اہم اسلحہ کا مالک ہے کہ اس نے کس مقصد کے لیے اسلحہ کو تھاما ہے؟ رب تعالیٰ نے خود ہی اس اسلحہ کو ہاتھ میں لیا ہے۔

مشہور مفکر و عالم شیخ محمد عبدہ(٢٦٦ھ ١٩٠٩،١٨٤٩،١٣٢٣) فرماتے ہیں: کہ اس نافرمان ابرہہ نے جب بیت اللہ کو منہدم کرنے کا ارادہ کیا تو خدا نے ان پرندوں کے ذریعہ(سِجِّیل ) جیسی چیز ابرہہ اور اس کے لشکر پر ڈالی کہ اس سے بیماری (جراثیم والی) چیچک ان میں پھیل گئی جس میں وہ مبتلا ہوگئے، اور کعبہ کو ڈھانے اور مکہ پر قبضہ کرنے سے پہلے نابود ہوگئے۔

شیخ محمد عبدہ جز و عم میں اس سورت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ان سپاہیوں میں چیچک کی بیماری پھیل گئی۔

عکرمہ نے کہا کہ: یہ پہلی چیچک ہے جو عربوں میں دیکھی گئی ہے، یعقوب عتبہ کا بیٹا اس پیش آنے والے واقعہ کے بارے میں کہتا ہے: پہلا واقعہ جو عرب دنیا نے دیکھا اسی سال میں تھا، اس نے ان کے جسموں کے ساتھ کچھ ایسا کیا جو شاذ ونادرتھا ان کے جسموں کا گوشت ٹکروں میں گررہا تھا، سپاہی اور ان کا کمانڈر گھبرا کر پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے،حبشی فوج کا سربراہ بھی اس مرض میں مبتلا تھا،اس کے جسم کا گوشت مسلسل ٹکڑے ہو رہا تھا، یہاں تک کہ اس کا سینہ پھٹ گیا اور صنعاء میں مرگیا۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

جی ہاں !یہ بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک(استثناء)نعمت تھی جو اللہ نے مشرک ہونے کے باوجود اہل مکہ کو عطا فرمائی، اور امن والے حرم کو غاصب دشمن کی چالوں اور مکاریوں سے محفوظ رکھا، تاکہ خاتم النبین پیغمبر کے وجود مبارک کو برگزیدہ فرمائے، اور لوگوں کو دین حق کی تعلیم دے،اور آسمانی دین کی طاقت سے اس گھر کو برائیوں سے محفوظ رکھے۔

یاد رہے کہ :اللہ کا قانون صرف یہ نہیں ہے جو انسان کو معلوم ہو، اسے دیکھے اور جانچے، انسان خدا کے قانون کا تھوڑا سا حصہ جانتا ہے جتنی سمجھنے کی اس کی صلاحیت ہے، جبکہ اس دنیا میں بہت سی غیر معمولی چیزیں رونما ہوتی ہیں جنہیں انسان سمجھ نہیں پاتا، مثال کے طور پر ابرہہ کی فوج پر پتھروں کی بارش سے ابرہہ کی فوج کا ٹائیفائید اور چیچک کا شکار ہو جانا، اور اس خطے کے عرب لوگوں کا صحت مند رہنا دنیا کی غیر معمولی چیزوں میں سے ایک ہے،(ماخوذ از فی ظلال القرآن) ۔

الغرض اللہ نے ابابیلوں کے پے درپے گروہ بھیج کر ان مکاروں کی چال کو مٹا دیا، اور سنگریزوں کے ذریعے ان کو شکست دی۔(سورہ ھود آیت:۸۲اور۸۳)سورہ حجرات:آیت "۴۳اور۴۵" اور چبائے ہوئے بھوسے کی طرح ہوگئے، اور ان کے جسم پارہ پارہ ہو کر بکھر گئے، یہ ہے ان نافرمانوں کی سزا اور بدلہ جو اللہ کے گھر کی تخریب اور اس کے احکامات کے مقابلے میں کھڑے ہوتے ہیں(تفسیر فی ظلل)۔

| | |
|---|---|
| تَرۡمِيهِم بِحِجَارَةٖ مِّن سِجِّيلٖ﴿۴﴾ | جو ان پرکنکرکی پتھریاں پھینکتے تھے |

"سِجِّيلٖ"لغت میں پتھر اور مٹی کی ملاوٹ والے کنکر کو کہتے ہیں،اس کا اصل فارسی میں "سنگِ گِل" تھا یعنی: ٹھیکری، جسے عربی میں تبدیل کرکے "سِجِّيل " کیا گیا۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ : یہ لفظ دراصل فارسی کے الفاظ سنگ اور گل کا معرب ہے، اور اس سے مراد وہ پتھر ہے جو مٹی کے گارے سے بنا ہو اور آگ میں پک کر سخت ہو گیا ہو، قرآن مجید سے بھی اس کی تصدیق ہوئی ہے، آیت" ۸۵" اور سورہ حجر آیت"۷۴" میں کہا گیا ہے کہ قوم لوط پر سجیل قسم کے پتھر برسائے گئے تھے، اور انہی پتھروں کے متعلق سورہ ذاریات آیت"۳۳ " میں فرمایا گیا ہے کہ وہ "حِجارۃمن طین"یعنی:مٹی کے گارے سے بنے ہوئے تھے (ٹھیکری)۔

اصحاب فیل پر برسنے والے پتھروں کے سلسلے میں دو باتیں انتہائی غور طلب ہیں:

(c) ketabton.com: The Digital Library

**پہلا:** وہ کنکر ابرہہ کے جس سپاہی پر پڑتا اس کا جسم چھلنی ہوجاتا اور وہ مرجاتا۔
**دوسرا:** ان سنگریزوں کے برسنے کی وجہ سے ابرہہ کی فوج میں چیچک اور ٹائیفائیڈ کی بیماری پھیل گئی، کہ ان میں سے کچھ اس مرض کی بنا پر زمین پر گر گئے اور کچھ فی الفورمر گئے۔
یہ بیماری ان کے بھا گنے کا سبب بنی وہ وہاں نہیں ٹھر سکے(قریشی،سید علی اکبر،تفسیر احسن الحدیث، تہران، طبع سوم جلد۱۲،صفحہ۳۶)
بعض معاصر دانشوروں کا خیال ہے کہ پرندوں سے مراد طاعون پھیلانے والے جراثیم ہیں، یا ملیریا کے مچھر تھے یا چیچک کے جراثیم تھے، البتہ آیت کریمہ میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو اس نظریہ اور مفہوم کے خلاف ہو۔
عصر حاضر کے علماء اور مفسرین مزید کہتے ہیں کہ: ہم بھی اس نظریہ کو پسند کرتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں،خاص طور پر یہ کہ اس نظریہ کو رد کرنے میں کوئی لغوی اور عملی رکاوٹ نہیں ہے جو پرندے کو جر ثومے سے تعبیر کرنے سے روکے اور ایسا بہت مرتبہ ہوا ہے کہ لشکروں اور فوجوں میں طاعون پھیل گیا جو انہیں شکست اور تباہی کی طرف لے گیا، (اعلام قرآن)
اسی طرح مفسرین"سجیل"کے بارے میں کہتے ہیں:مٹی جو پتھر جیسی تھی، اور دوسرا قول یہ ہے کہ:مٹی تھی، اور تیسرا قول یہ ہے کہ: "سجیل"وہی (سنگ و گل) ہے، ایک قول یہ بھی ہے کہ ایسا پتھر جو سوار شخص پر لگتا تو اس کے جسم کو چھلنی کرتا، اور وہ ہلاک ہوجاتا۔
عکرمہ کہتے ہیں کہ:پرندوں کے پاس ایسے پتھر تھے جب کسی کو مارتے تو اس کے جسم میں چیچک ہوجاتی۔
عمروبن حارث بن یعقوب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ: مذکورہ پرندوں نے پتھر اپنی چونچوں میں لیے تھے، اور اسے پھینکتے تو جسم کی جلد پر چھالے پڑجاتے اور پھنسیاں پڑجاتیں۔

**فطری طریقے یا اللہ کی قدرت سے کنکریوں کا اثر**

سورہ فیل اور اس کی تاریخی واقعہ پر ایک سر سری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب فیل کی ہلاکت فطری اور معمول کے طریقے سے نہیں ہوئی ہے، بلکہ اس میں قدرت کی مافوق فطرت طاقت شامل تھی ۔
**الف:** چھوٹے پرندوں کا اڑنا اور کنکریاں اپنے ساتھ لانا مخصوص لوگوں کو نشانہ بنانا اور بڑی فوج کو منتشر کرنا وغیرہ، یہ سب اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ کسی نے ان کی رہنمائی کی ہے، وہ خود بخود اس

(c) ketabton.com: The Digital Library

طریقے سے ایسا کام کرنے کے قابل نہیں تھے۔
ب:اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ معجزات اور عجیب امور صرف نبی کے ہاتھ سے ظاہر نہیں ہوتے، بلکہ ہر ایسی حالت میں ہوسکتے ہیں جب خدا چاہے، اور ضروری سمجھے(تفسیر نمونہ مکارم شیرازی،جلد کا صفحہ۳۴۳)
ج: وحی الہی کے ذریعے اصحاب فیل کا واقعہ سنانا اور یہ بیان کرنا کہ اصحاب فیل کی ہلاکت ایک معجزہ ہے، ہمارے دعوے کی کوئی اور دلیل نہیں ہے۔
د: سورۃ الفیل کے نازل ہونے کے بعد اس کے مشہور ہونے اور ان کی تباہی میں خدائی معجزہ ظاہر ہونے کی وجہ سے قریش نے اس سورہ کے نزول پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔
لیکن کنکریاں عام پتھروں کے علاوہ ہوسکتی ہیں اور اس میں ایٹمی مواد ہوسکتا ہے؟
پہلا: یہ خدا کی لا محدود طاقت ہے،اور خدا کنکری یا عام مٹی سے کسی شخص یا گروہ کو ہلاک کرنے پر قادر ہے،(وکان اللہ علی کل شیٔ قدیرا)۔
دوم:دوسری بات یہ ہے کہ :اللہ تعالیٰ پرندوں کو کسی بھی جگہ بھیجنے پر بھی قادر ہے، کہ ایسے سنگریز ے اٹھائیں کہ اس میں ایٹمی طاقت ہو، کہ اگر اسے چھوڑ دیا جائے تو وہ بڑے پیمانے پر دھماکہ کر سکتےہیں۔
اور جیسا کہ ہم نے بتایا،بعض مفسرین نے اس احتمال کا ذکر کیا کہ ان پرندوں نے چیچک اور ٹائیفائیڈ کی وبا پھیلائی،جس سے اصحاب فیل مارے گئے(تفسیر جزءعم: شیخ محمد عبدہ ، دار و مکتبۃ الهلال، بیروت۱۹۸۰، جلد۱،ص:۱۶۰)
البتہ یہ صرف ایک امکان ہے، اصحاب فیل کی موت ایک خدائی معجزہ کی علامت ہے، جیسا کہ آیت بالا ملاحظہ کر چکے ہیں کہ اصحاب فیل اپنی تمام شان و شوکت اور پوری طاقت کے ساتھ خانہ کعبہ کو ڈھانے آئے تھے، مگر خدا تعالیٰ نے بظاہر ان کو ایک چھوٹی اور معمولی فوج سے کچل دیا۔
چنانچہ اللہ نے ہاتھیوں کو پرندوں سے اور اس زمانے کے جدید ہتھیا روں کو کنکریوں کے ذریعے ناکارہ بنا دیا، تاکہ اس متکبر اور مغرور انسان کی کمزوری اور بے بسی اللہ تعالیٰ کی طاقت کے سامنے ظاہر ہوجائے۔
ذیل کی آیت میں ان کی مشابہت زراعت اور خوشے سے دی گئی ہے جس کے بیج کھائے گئے ہوں اور اس کا بھوسا باقی ہو:

| | |
|---|---|
| فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ﴿۵﴾ | تو ان کو ایسا کردیا جیسے کھایا ہوا بھس ہو |

(c) ketabton.com: The Digital Library

آخر کار خدا نے ان کو چبا یا ہوا (اور بکھرا ہوا) بنا دیا، اور ان کی اولاد کو بھی تباہ کردیا۔
اس کا مطلب یہ ہے کہ اصحاب فیل ابابیل پرندوں کے ذریعے نشانہ بننے کے بعد یا تو بے جان لاشوں میں تبدیل ہوگئے،یا کنکریوں نے شدید حرارت کی وجہ سے ان کو اندر سے جلادیا،(تفسیر میزان، جلد۲۰، ص۳۶۵)۔
تفسیر البحر میں ہے کہ: حضرت محمدﷺ کی ولادت کے بابرکت سال اتنے مضبوط دشمن کو پسپا کرنا، آپؐ کی نبوت کی بشارت میں سے شمار ہوگا۔ کیونکہ اس خصوصیت کے حامل پرندوں کا آنا خارق العادہ اور معجزات میں سے ایک معجزہ ہے، اور یہ انبیاء کی بعثت کی بنیاد اور پیش خیمہ شمار ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے کمزور ترین سپاہیوں کے ذریعے وہ بھی پرندے جو عموما اتنے طاقتور اور موثر نہیں ہوتے ہیں شکست دے کر نیست و نابود کردیا،(تفسیر البحر:۸/۵۱۰)۔
ہمارا رب اصحاب فیل اور ابرھہ کے سپاہیوں کی تباہی اور شکست بیان کرنے کے بعد سورہ قریش کی پہلی آیت میں جو درحقیقت سورہ فیل کا ضمیمہ ہے، فرماتے ہیں:"لِإِيلَافِ قُرَيْشٍ ﴿۱﴾ إِيلَافِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ ﴿۲﴾ فَلْيَعْبُدُوا رَبَّ هَٰذَا الْبَيْتِ ﴿۳﴾ الَّذِي أَطْعَمَهُم مِّن جُوعٍ وَآمَنَهُم مِّنْ خَوْفٍ ﴿۴﴾"

1 - اصحاب فیل کو ہلاک کردیا، تاکہ قریش ایک دوسرے سے اور مکہ کے لوگوں اور سرزمین سے آشنا اور مانوس ہوجائیں، تاکہ آخری پیغمبر کے ظہور کو پالیں اور اس کے ساتھ ہوجائیں۔
2 - ان میں الفت ڈالنا موسم سرما میں یمن اور گرمیوں کے موسم میں شام کی طرف سفر کرنے کے لیے۔
3 - پس ان کو چاہیے اس گھر (کعبہ معظمہ) کے رب کی عبادت کریں۔
4 - وہ خدا جس نے انہیں بھوک میں کھلایا اور خوف سے محفوظ رکھا۔

سورہ قریش میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ ہم نے ہاتھیوں کے لشکر کو تباہ کردیا ، اور ان کو اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کردیا اور ان کو پیسے ہوئے بھس کی طرح بکھیرد یا، تاکہ لوگ اس مقدس سرزمین سے مانوس ہوجائیں، اور پیغمبر اسلام کے ظہور کی تیاری ہو۔
"الفت" کے معنی ہیں اجتماعیت محبت کے ساتھ، یکجا کرنا اور ہم آہنگی، قریش اور مکہ کی مقدس زمین اور خانہ کعبہ میں محبت پیدا کرنا ہے،اور(رحلت قریش)سے مراد ان کا مکہ سے باہر کی طرف تجارت کے لیے جانا ہے۔
اس بیان سے یہ بات واضح ہوگئی کہ خدا نے چاہا کہ قریش گرمیوں کے سفر کے عادی ہوجائیں، اور ان کا ذریعہ معاش بن جائے،کیونکہ قریش اور اہل

(c) ketabton.com: The Digital Library

مکہ اس علاقے کے مرکزیت اور پر امن ہونے کی وجہ سے یہاں آباد ہوئے، اور بہت سے لوگ حجاز سے ہر سال یہاں آکے مراسم حج ادا کرتے تھے۔ اور معاشی اور ادبی تبادلے ساتھ بھی ہوتے تھے اس سر زمین کی مختلف نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے تھے۔

## عام الفیل پیغمبر اسلام کی ولادت کا سال

روایات کے مطابق مؤرخین لکھتے ہیں کہ پیغمبرﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے،نیز ان میں سے اکثر حضرات حضورﷺکی ولادت با سعادت کو ۱۷ ربیع الاوّل کو صحیح تاریخ مانتے ہیں، (صحیح السیرۃ النبویۃ، ابراھیم العلی، صفحہ 41.)

اسی طرح مؤرخین اس بات پر متفق ہیں کہ رسول اللہﷺ "عام الفیل" میں پیدا ہوئے، آپؐ کی ولادت کے وقت آپؐ کی والدہ ماجدہ ابو طالب کے گھر شعب بنی ہاشم میں مقیم تھی۔(السیرۃ النبویہ،ابن کثیر،جلد ۱ ،ص۴۷)

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ"عام الفیل"میں پیدا ہوئے۔

ابی حویرث کہتے ہیں کہ میں نے عبدالملک بن مروان بن قباث بن اشم کوکہتے سنا: "اے قباث تم عمر میں بڑے ہو یا رسول اللہﷺ؟ قباث نے کہا: رسول اللہﷺ مجھ سے عمر میں بڑے تھے اور میں ان سے چھوٹا ہوں، پیغمبرﷺ عام الفیل کو پیدا ہوئے۔"

مخرمہ کہتے ہیں:میں اور پیغمبرﷺ دونوں عام الفیل کو پیدا ہوئے،ابن اسحاق سے روایت ہے کہ رسول اللہﷺ عام الفیل ۱۲ ربیع الاوّل بروز پیر کو پیدا ہوئے، (تاریخ الطبری/ترجمہ، جلد 2، صفحہ: 707) "و کان مولد رسول اللہ فی عام الفیل، بینہ و بین الفیل خمسون لیلۃ" رسول خدا کی ولادت عام الفیل میں ہوئی تھی، ان کے اور عام الفیل کے واقعہ کے درمیان پچاس راتوں کا وقفہ تھا (تاریخ الیعقوبی، جلد۲ ،صفحہ ۷)۔

قال أبو إسحاق: إبراهیم بن المنذر: هذا وهم، و الذی لا یشك فیه أحد من علمائنا: أن رسول الله، صلّی الله علیه و سلّم، ولد عام الفیل، و بعث علی رأس أربعین سنة من الفیل. (دلائل النبوة، جلد اول صفحہ 79).

محمد بن عمر ہشام بن سعدسے ، اور زید بن اسلم سے، عبد اللہ بن علقمۃ بن فغواء سے، اور اسحاق بن یحیی بن طلحہ عیسی بن طلحۃ سے وہ ابن عباس سے، اور موسی بن عبیدہ ، محمد بن کعب سے ، اور محمد بن صالح عمران بن منّاح سے ا ور قیس بن ربیع ابن اسحاق سے ، سعید بن جبیرسے، اور عبد اللہ بن عامر اسلمی ابو تجراۃ کی بیٹیوں سے، اور حکیم بن محمد اپنے باپ

(c) ketabton.com: The Digital Library

سے، قیس بن مخرمۃ ان سب نے متفقہ طورپر نقل کیا ہے کہ پیغمبر صلي الله عليه وسلم عام الفیل کو پیدا ہوئے۔
یحیی بن معین حجاج بن محمد سے، وہ یونس بن ابی اسحاق سے، اور وہ سعید بن جبیر سے، اور وہ ابن عباس سے نقل کرتے تھے کہ انہوں نے کہا: پیغمبرﷺ عام الفیل کو پیدا ہوئے ہیں۔
الطبقات الکبری(ترجمہ:جلد ارص ۹۵)

"قیل إنه ولد فی شعب بنی هاشم، و لا خلاف أنه ولد عام الفیل؛ قیل. إنه ولد أول اثنین من ربیع الأول، و قیل: لاثنتی عشرة لیلة خلت منه عام الفیل، إذ ساقه الحبشة إلی مکة فی جیشهم یغزون البیت، فردّهم الله عنه، و أرسل علیهم طیرا أبابیل. (الاستیعاب، جلد 1، صفحه:30)- و قد روی عن أبي جعفر محمد بن علی بن حسین علیهم السلام: أن قدوم الفیل للنصف من المحرم، و بین الفیل و بین مولد رسول الله صلّی الله علیه و سلم خمس و خمسون لیلة"-
امام با قرؑ سے روایت ہے کہ :اصحاب فیل کی آمد محرم کے وسط میں تھی،پیغمبرﷺ کی ولادت اور اس واقعے کے درمیان پچپن راتوں کا وقفہ تھا، (البدایة والنهایة، جلد: 2، صفحہ:262)( اس موضوع کی تفصیل آپ:تاریخ طبري ترجمہ،جلد2، صفحہ:707، تاریخ الیعقوبی: جلد2، صفحہ: 7، دلائل النبوة: جلد 1، صفحہ:79،الطبقات الکبری/ترجمہ: جلد 1، صفحہ:92،البدایة والنهایة: جلد 2، صفحہ: 262 میں ملاحظہ کرسکتے ہیں.)

## عام الفیل میں نبیﷺ کی ولادت کے بارے میں روایات

جیسا کہ ہم نے کہا:مشہور مسلمان مصنفین رسول اللہﷺ کی ولادت با سعادت کی تاریخ عام الفیل کو سمجھتے ہیں(وہ سال جس میں ابرہہ نے خدا کے گھر پر حملہ کیا تھا)
بعض نے ابرہہ کے حملے کے ۴۰ دن بعد کہا ہے، اور بعض نے " ۵۰ " دن بعد کہا ہے، امام باقرؑ بھی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ:ہاتھیوں کا حملہ ۱۰ محرم کو ہوا تھا، اور رسول اللہﷺ کی ولادت باسعادت اس کے ۵۵ دن بعد ہوئی تھی، کچھ نے کہا کہ عام الفیل پیغمبر کی پیدائش سے دس سال پہلے تھا ، یہ ابن ابزی کا قول ہے، بعض دوسروں نے کہا ہے کہ عام الفیل حضرت رسول اللہﷺ کی ولادت سے ۲۳ سال پہلے تھا، یہ شعیب بن شعیب کا قول ہے۔
کچھ لوگوں کا ایک غیر مانوس اور غیر مشہور قول ہے کہ نبیﷺ کی ولادت

(c) ketabton.com: The Digital Library

عام الفیل کے ۳۰ ویں سال کو ہوئی، یہ موسی بن عقیہ کا قول ہے جو زہری سے بیان کرتے ہیں۔
بعضوں نے کہا ہے کہ رسول اللہﷺ کی ولادت با سعادت عام الفیل کے چالیس(۴۰) سال بعد ہوئی ہے،یہ ابن عساکر کا قول ہے، جو کہ قابل قبول نہیں ہے۔
خلیفہ بن خیاط نے متعدد واسطوں کے ساتھ کلبی سے اور اس نے ابی صالح سے اور ابی صالح نے ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہﷺ عام الفیل سے ۱۵ سال پہلے متولد ہوئے تھے ، البتہ یہ قول نا قابل یقین ہے، اس لیے کہ خلیفہ بن خیاط خود کہتے ہیں کہ نبیﷺ عام الفیل کو پیدا ہوئے تھے۔( البدایه و النهایه، ابن کثیر، بیروت: دارالفکر، 1407 / 1986، جلد 2 صفحه 262)۔

## پیغمبرﷺکی تاریخ وفات

مؤرخین کی مطلق اکثریت اپنی تحریر میں لکھتی ہے کہ: رسول اللہﷺ بروز پیر،۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری،غروب آفتاب کے بعد،۶۳ سال کی عمر میں اس دار فانی سے رحلت فرماگئے(اس موضوع کی تفصیل:صحیح مسلم، کتاب الفضائل جلد۴،ص۱۸۲۰ میں دیکھی جا سکتی ہے)۔

## کیا کعبہ بھی منہدم ہوگا

اس سے پہلے کہ خانہ کعبہ کی تباہی کے بارے میں لکھوں، یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ: خانہ کعبہ کی عمارت ۱۰ مرتبہ تعمیر ہوچکی ہے۔
اس کی بنیاد ملائکہ نے رکھی تھی، پھر حضرت آدمؑ نے تعمیر کیا، پھر حضرت ابراہیمؑ نے تعمیر کی، ان کے بیٹے اسماعیلؑ نے تعمیر کیا، پھر عمالقہ نے تعمیر کیا، اس کے بعد جرہم نے تعمیر کیا، پھر مضر نے، پھرقریش نے تعمیر کیا، پھر عبداللہ بن زبیرؓ نے تعمیر کا، آخر میں حجاج بن یوسف الثقفی نے تعمیر کیا، اور اس تعمیر کی مرمت(سلطان مراد چہارم)جو عثمانی بادشاہوں میں سے ہے نے ۱۰۴۰ ھجری میں کروائی، مسجدالحرام کے اندر سیلاب داخل ہونے اور اس کے نقصانات کی وجہ سے نئے سرے سے اس کی مرمت کی گئی، یہ عمارت مضبوط اور مکمل طاقت رکھتی ہے جس کی وجہ سے اب تک مستحکم کھڑی ہے۔

## ملاحظہ:

سلطان رابع(چہارم)امجد اول کا پہلا بیٹا کوسم سلطان سے اور عثمانی ترک سلطنت کے خلفاء میں سے ایک تھا جس نے مصطفی اول کی برطرفی کے بعد(۱۶۲۴ تا ۱۶۴۰) سلطنت عثمانیہ میں حکومت کی۔
سلطان مراد چہارم گیارہ سال کی عمر میں بادشاہی کے منصب پر پہنچے، ان کے دور حکومت میں کئی فوجی مہمات اور جنگیں ہوئیں، جن میں سے

(c) ketabton.com: The Digital Library

: قفقاز، ایران، آذر بائیجان ایروان اور تبریز کی فوجی مہمات کو یاد کیا جاسکتا ہے، ان کی ہی دور حکومت تھی کہ:صفویان، بغداد اور بین النہرین سلطنت عثمانی کے قبضہ میں آئے۔
مراد چہارم،ان تمام فتوحات اور خدمات کے بعد حواس نے اسلام اور عثمانی حکومت کے مفادات کے لیے کیں،بالآخر ۱۶۴۰ء میں ۲۷ سال کی عمر میں "نقرس" کی بیماری کی وجہ سے انتقال کر گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

## کیا آخری زمانے میں کعبہ منہدم ہوجائے گا

امام احمد اپنی مسند میں ایک حدیث حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ: رسول اللہﷺ نے فرمایا: "يبايع لرجل ما بين الركن والمقام ولن يستحل البيت إلا أهله. فإذا استحلوه فلا يسأل عن هلكة العرب. ثم تأتي الحبشة فيخربونه خرابا لا يعمر بعده أبدا وهم الذين يستخرجون كنزه" ترجمہ: "حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان ایک آدمی کی بیعت کی جائے گی اور بیت اللہ کی حرمتوں کو پامال کرنے والے اہل بیت اللہ ہی ہوں گے، جب وہ بیت اللہ کی حرمتوں کو پا مال کریں گے، تو پھر عربوں کی ہلاکت و بربادی عروج پر ہوگی، پھر حبشی آکر اسے ویران کردیں گے، پھر بیت اللہ آباد نہیں کیا جائے گا یہی لوگ کعبہ کے خزانے نکالیں گے"(سلسلہ الاحادیث الصحیحہ: ۲۴۰/۱)۔

مسند میں امام احمد سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حبشہ سے ذوالسو یقین آکر خانہ کعبہ کو تباہ کر دے گا، اور اس کے خزانے کو لوٹ لے گا اور اس کا غلاف اتار دےگا، وہ منظر مجھ پر اتنا واضح ہے کہ جیسے میں اسے دیکھ رہا ہوں کہ اپنے بیلچے اور گینتی سے خانہ کعبہ کو تباہ کررہا ہے۔

صحیح بخاری میں حدیث ہے رسول اللہﷺ نے فرمایا: " كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيهِ أَسْوَدَ أَفْحَجَ يَنْقُضُهَا حَجَرًا حَجَرًا يعني الْكَعْبَةَ" ترجمہ:"جیسے میں ایک سیاہ فام آدمی کو دیکھ رہا ہوں جس کی ٹانگیں چھوٹی ہیں، کعبہ کا ہر پتھر الگ الگ کر رہا ہے" ابن کثیر نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔ (۱۷۸/۱)

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: خانہ کعبہ کو ایک حبشی آدمی چھوٹی ٹانگوں والا ویران کردے گا، ذوالسو یقین اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس ٹانگیں چھوٹی ہیں(سویقہ:ساق کی تصغیر ہے، اس حبشی آدمی کی ٹانگیں غالبا چھوٹے ہوں گی)۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ کو حرم بنایا ہے، تو اس کے

(c) ketabton.com: The Digital Library

با وجود وه حبشی شخص کعبہ کو کیسے تباہ کرے گا؟
جواب:حرم کا محفوظ ہونا ہمیشہ کے لیے نہیں ہے، بلکہ اس کا ایک مقررہ وقت ہے، اور وہ قیامت کا قریب آنا اور دنیا کا تباہ ہونا ہے۔
امام نووی کہتے ہیں:اس وقت کے لیے یہ قول صحیح ہے، سوائے اس کے کہ تمام بندوں کے لیے شرعی حکم ضروری ہے، اور خدا نے اسے اپنے بندوں پر لازم کیا ہے، اور جب کوئی نافرمان اور سر کش انسان کعبہ کی حرمت کو پامال کرتا ہے تو خدا اسے روکتا ہے۔
جیسا کہ ابرہہ کے ساتھ ہوا،بعض اوقات خدا اپنے علم میں موجود مصلحت اور حکمت کی وجہ سے، ایسے مجرموں کو نہیں روکتا، جیسا کہ قرامطہ کا واقعہ ہے کہ، انہوں نے خانہ کعبہ کا تقدس پا مال کیا اور خدا کے محفوظ حرم کے پاس ناقابل بیان جرائم کا ارتکاب کیا، ان کے ساتھ کچھ نہیں ہوا، یہ روایت ذوالخلصہ کے لیے بھی دہرائی گئی۔(موضوع کی تفصیل کتاب"قیامت صغری و کبری"ڈاکٹر سلیمان اشقر میں ملاحظہ کرسکتے ہیں)

## فرشتوں کا کعبہ

روایات میں کہا گیا ہے کہ:فرشتوں کا روئے زمین کے انسانوں کی طرح آسمان پر بھی خانہ کعبہ کی طرح ایک مقام ہے، جہاں وہ طواف میں مصروف ہیں اور قرآن کریم نے اس جگہ کو"بیت المعمور"کہا ہے، روایات میں ہے کہ ساتویں آسمان پر ہے۔
حدیث میں ہے کہ: ساتویں آسمان پر فرشتوں کا خانہ کعبہ ہے، جہاں وہ اپنے حج کے فرائض انجام دیتے ہیں،اس کعبہ کا نام بیت المعمور ہے، سورہ طور میں ہمارے رب نے اس کی قسم اس طرح کھائی ہے،"وَّالۡبَيۡتِ الۡمَعۡمُوۡرِۙ "(سورہ طور آیت۴)۔
اس آیت کی تفسیر میں امام ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ"...ثُمَّ رُفِعَ لِي الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ فَقُلْتُ يَا جِبْرِيلُ مَا هَذَا قَالَ هَذَا الْبَيْتُ الْمَعْمُورُ يَدْخُلُهُ كُلَّ يَوْمٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ إِذَا خَرَجُوا مِنْهُ لَمْ يَعُودُوا فِيهِ آخِرُ مَا عَلَيْهِمْ"پھر انہوں نے مجھے بیت المعمور کا گھر دکھایا ، میں نے کہا اے جبریل یہ کیا ہے؟ فرمایا: یہ بیت المعمور ہے۔
ہر روز ستر ہزار فرشتے اس میں داخل ہوتے ہیں اور جب وہ وہاں سے نکلتے ہیں تو دوبارہ اس طرف نہیں لوٹتے ، (بخاری: ۳۲۰۷)اور مسلم(۱۶۴) یعنی : بیت المعمور ساتویں آسمان پر رہنے والے فرشتوں کا خانہ کعبہ ہے۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیم خلیلؑ کو دیوار کعبہ سے ٹیک لگا کر بیٹھتے ہوئے دیکھا، کیونکہ وہ زمین پر کعبہ کے بانی ہیں، اور اس کا اجر عمل کے جنس سے ہیں۔

اما م ابن کثیر بیت المعمور کے محل وقوع کے بارے میں فرماتے ہیں بیت المعمور کعبہ کے عین اوپر اور اس کے متوازی واقع ہے، یعنی اگر وہ گرے تو مکہ کے کعبہ پر گرے گا، اور کہتے ہیں کہ ہر آسمان میں ایک گھر ہے جس کے رہنے والے اس میں عبادت کرتے ہیں، اور جو گھر آسمان دنیا میں ہے اسے "بیت العزّۃ" کہا جاتا ہے۔

ابن کثیر کی روایت کہ بیت المعمور کعبہ کے متوازی واقع ہے در اصل حضرت علیؓ کی روایت ہے۔

ابن جریر خالد بن عر عرہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ کہتے ہیں:ایک شخص نے حضرت علیؓ سے پوچھا: بیت المعمور کیا ہے؟ حضرت علیؓ نے جواب میں کہا: " بیت فی السّماء یقال له الضراح بحیال الکعبة من فوقها، حرمته فی السّماء کحرمة هذا فی الأرض یصلّی فیه کلّ یوم سبعون الف ملك و لا یعودون الیه أبداً" (ابن حجر: فتح الباری: 308/2)۔

یعنی:ایک گھر جو خانہ کعبہ کے عین اوپر ساتویں آسمان پر ہے اور بیت المعمور کی آسمان میں اتنی ہی عزت ہے جتنی زمین پر خانہ کعبہ کی ہے، روزانہ ستر ہزار فرشتے اس کی زیارت کرتے ہیں، اور جو فرشتے اس میں ایک بار داخل ہوتے ہیں دوبارہ کبھی ان کی باری نہیں آتی۔

شیخ ناصر الدین البانی نے عر عر کے سوا اس سند کے تمام رجال کو ثقہ قرار دیا ہے، عر عر سے متعلق کہتے ہیں کہ :وہ مستور الحال ہے، اس کے حالات پوشیدہ ہیں ، مگر البانی کہتے ہیں کہ ایک صحیح مرسل روایت اس کے لیے شاہد ہے، اور کہتے ہیں قتادہ نے کہا: نقل کیا گیا ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ بیت المعمور کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی کہ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں،فرمایا: بیت المعمور آسمان میں ایک مسجد ہے جس کے نیچے کعبہ واقع ہے، اس طرح کہ اگر وہ گرے تو کعبہ پر گرےگا ۔

شیخ البانیؒ نے کہا: خلاصہ کلام یہ ہے کہ جملہ"حیال الکعبہ"احادیث کثرت طرق کی بنا پر درست ہیں، اور اصول حدیث کے مطابق اس کا درست ہونا قابل تائید ہے (مزید معلومات کے لیے ملا حظہ کریں"سلسله الاحادیث الصحیحة" نمبر: ۴۷۷۰)۔

(c) ketabton.com: The Digital Library

## سبق سیکھنا یا عبرت حاصل کرنا

کہتے ہیں کہ جب انسان دولت اور اقتدار تک پہنچ جاتا ہے تو اپنی حیثیت بھول جاتا ہے، اور اللہ کو بھول جاتا ہے،نمرود،فرعون،شداد، ہامان، ابرہہ اور ان جیسے دوسرے سب اسی گروہ میں سے ہیں، وہ اپنے ہاتھیوں،ٹینکوں اور توپوں سے کھیلتے ہیں، اور اپنے اسباب او وسائل پر فخرکرتے ہیں،لیکن وہ اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ایک کمزور پرندے سے ہلاک کرسکتاہے، اللہ تعالیٰ کے سارے کام شاندار اور خارق العادہ ہیں۔

## حاصل شدہ سبق

1 - نبیﷺ کو تسلی دینا اس ظلم و ستم کے خلا ف جو قریش کے انکار سے آپ کو پہنچ رہاتھا۔

2 - قریش کو خدا کے غضب اور انتقام سے ڈرانا اور سرزش کرنا۔

3 - خلوق کی منصوبہ بندی میں خدا کی قدرت کا مظہر اور دین و شریعت کے دشمنوں سے اس کا انتقام۔

## سورہ فیل کا مقصد

1 - کعبہ کی حفاظت کی نعمت یاد دلانا تا کہ قریش شکر گزار ہوں۔

2 - کعبہ خدا کا گھر ہے اور خدا ہر حال میں اس کی حفاظت کرتا ہے۔

3 - جب اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی چھوٹے پرندے سے حفاظت کی، تو مطمئن رہو کہ اللہ تعالیٰ مصیبتوں اور آفات میں تیری بھی حفاظت کرے گا۔

4 - قریش پر احسانات کا ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ رسول اللہﷺ کو یاد دلانا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہے اور آپ فکر نہ کریں، اور یہ کہ آپ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہیں۔

## اسلام کے سوا عربوں کی حیثیت ہی کیا ہے؟

اگر اسلامی عقیدہ، اسلامی تصورات اور افکار کو ایک طرف رکھ دیں تو ان کے پاس کیا چیز ہے جو وہ انسانیت کے سامنے پیش کرسکتے ہیں؟ اور اگر کسی قوم کے پاس انسانوں کے لئے کوئی پیغام نہیں ہے تو وہ قوم ہی کیا ہے؟ تاریخ عالم گواہ ہے کہ جن اقوام نے کبھی انسانیت کی قیادت کی، ان کے پاس ایک فکر تھی، ایک پیغام تھا جو انہوں نے انسانیت کو دیا، جن اقوام کے پاس کوئی پیغام نہ تھا مثلا تا تاری،جنہوں نے پورے مشرق کو روند ڈالا اور بربر جنہوں نے عالم عرب پر سے رومیوں کی سلطنت کو ختم کیا، یہ لوگ طویل عرصہ تک زندہ نہ رہ سکے، بلکہ یہ ان اقوام ہی کے اندر گھل مل گئے جن کو انہوں نے فتح کیا تھا، یاد رہے کہ عربوں نے انسانیت کو جس نظریہ سے نوازا وہ فقط اسلامی نظریہ حیات تھا، اس نظریہ کی وجہ سے وہ عالمی قیادت کے منصب پر فا ئز ہوئے، جب انہوں نے اس نظریہ کو پس پشت ڈال دیا تو اس کرہ ارض پر ان کا کوئی کام ہی نہ

(c) ketabton.com: The Digital Library

رہا، تاریخ سے ان کا کردار ختم ہوگیا۔آج عرب اگر زندہ رہنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ وہ اس سبق کو یاد رکھیں، اگر وہ قوت اور قیادت چاہتے ہیں، تو اسلامی نظریہ اپنا کر ہی قیادت کے اہل رہ سکتے ہیں، ورنہ ان کی کوئی حیثیت قائم نہیں ہوسکتی، اللہ ہی ہے جو گمراہوں کو ہدایت دے سکتا ہے۔

صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم

**Get more e-books from www.ketabton.com**
**Ketabton.com: The Digital Library**